# اسلام اور موجودہ مغربی نظریے

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

# اسلام اور موجودہ مغربی نظریے

(فرمودہ ۲۱؍اگست ۱۹۴۹ء بمقام کوئٹہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورہ مائدہ کے ساتویں رکوع کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ مُہَیۡمِنًا عَلَیۡہِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الۡحَقِّ ؕ لِکُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡکُمۡ شِرۡعَۃً وَّ مِنۡہَاجًا ؕ وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ لٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰىکُمۡ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ اِلَی اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَ اَنِ احۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ وَ احۡذَرۡہُمۡ اَنۡ یَّفۡتِنُوۡکَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّصِیۡبَہُمۡ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِہِمۡ ؕ وَ اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اَفَحُکۡمَ الۡجَاہِلِیَّۃِ یَبۡغُوۡنَ ؕ وَ مَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکۡمًا لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡیَہُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوۡلِیَآءَ ۘ بَعۡضُہُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّہُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۲﴾ [1]

اس کے بعد فرمایا:۔

''میرا مضمون آج اسلام اور موجودہ مغربی نظریے کے فرق پر ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ

میری غرض اِس عنوان سے یہ نہیں ہوسکتی کہ ایک طرف اسلام کے نظریے بیان کر دوں اور دوسری طرف مغربی نظریے بیان کروں بلکہ میری غرض یہ ہے کہ اسلام کے نظریوں کو مغربی نظریوں پر جو فوقیت حاصل ہے اُس کو بیان کروں لیکن پیشتر اِس کے کہ میں اس کے متعلق کچھ کہوں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمہید کے طور پر میں اِس امر کو واضح کروں کہ اسلام اپنی کسی فوقیت کا قائل بھی ہے یا نہیں تا یہ نہ ہو کہ ہماری مثال ''مدعی سست اور گواہ چست'' والی ہو جائے۔ یعنی قرآن تو یہ دعویٰ نہ کرتا ہو کہ اِس کے نظریے اِس زمانہ یا آئندہ زمانہ کے نظریوں پر فوقیت رکھتے ہیں اور میں فوقیت ثابت کرنے لگ جاؤں۔

اس غرض کیلئے ایک تو وہ آیات جو میں نے ابھی پڑھی ہیں اِس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام کو یہ فوقیت حاصل ہے مگر اِن کے علاوہ قرآن کریم کی ایک اور آیت بھی نہایت واضح اور اہم ہے اور وہ آیت یہ ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[۲] اوپر کی آیات سورہ مائدہ کے ساتویں رکوع کی ہیں اور یہ آیت سورہ مائدہ کے پہلے رکوع کی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا ہے۔ یہ آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی تھی جس کے ۸۰ دن کے بعد آپ وفات پاگئے۔ بعض صحابہؓ اور بہت سے مفسرین اِس بات کے مدعی ہیں کہ یہ آیت قرآن کریم کی آخری آیت ہے یعنی اس کے بعد کوئی اور کلامِ الٰہی نازل نہیں ہوا لیکن بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ بہرحال اگر یہ آخری آیت نہیں تو چند نہایت ہی آخری آیتوں میں سے ایک آیت ہے اور بتاتی ہے کہ:۔

**اوّل:** شریعت اسلامی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکمل کر دی گئی ہے اب کوئی ایسا حکم نازل نہیں ہوسکتا جو ان حکموں کو بدل دے۔ اِس سے ہمیں یہ اصول معلوم ہوا کہ اسلام میں جس قانون کو پیش کیا گیا ہے خواہ اسے غیر مذاہب والے مانیں یا نہ مانیں ایک مسلمان کو بہرحال یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے پوری طرح مکمل کر دیا گیا ہے اور دنیا کو جتنے قوانین کی ضرورت تھی وہ سب اِس میں آ گئے ہیں۔ ایسے قانون تو بے شک بن سکتے ہیں جو وقتی اور مقامی طور پر

ضروری ہوں یا جو عارضی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ہوں لیکن جہاں تک وہ امور ہیں جن میں مذہب کو اِس بات کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے کہ وہ ہدایت کرے ان تمام امور کو قرآن کریم میں بیان کر دیا گیا ہے کسی کو بِالتفصیل اور کسی کو بِالاجمال۔

دوم: فرماتا ہے اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ دین کو کامل کرنے کے نتیجہ میں میں نے اپنا انعام تم پر مکمل کر دیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے سارے احکام کوئی نہ کوئی خوبی اور حکمت اپنے اندر رکھتے ہیں۔اس کے احکام صرف حکم کے طور پر نہیں بلکہ ان میں انسانی فائدہ اور اس کی ترقی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اگر یہ معنی نہ لئے جائیں تو اکمالِ دین کا نتیجہ اتمامِ نعمت نہیں ہوسکتا۔ یہ نتیجہ تبھی پیدا ہوسکتا ہے جب دین کے تمام احکام ہمارے لئے نعمت ہوں تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ہمارا دین مکمل ہے اور چونکہ اِس کا ہر حکم ہمارے فائدہ کے لئے ہے اِس لئے دین کے مکمل ہونے کے ساتھ انعام بھی مکمل ہو گیا ہے۔ یہ اسلامی شریعت کی ایک ایسی خصوصیت ہے جو اِسے تمام شریعتوں سے ممتاز کرتی ہے۔ باقی شریعتوں کے احکام کسی حکمت اور فلسفہ کے ماتحت نہیں مگر اسلام کسی بات کا حکم نہیں دیتا اور کسی بات سے بنی نوع انسان کو نہیں روکتا لیکن اُسی صورت میں جب اُس پر عمل یا اُس سے اجتناب لوگوں کے لئے مفید ہو۔

(اِس ضمن میں حضور نے نماز کی حقیقت کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا اور بتایا کہ) جو شخص سچے دل سے نماز پڑھتا ہے وہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ [۳] کے مطابق ہر قسم کی بُرائیوں سے بچ جاتا ہے۔

اسی طرح روزہ ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صرف روزہ رکھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ساتھ ہی فرمایا ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [۴] روزے اس لئے رکھے گئے ہیں تا تم میں تقویٰ پیدا ہو۔غرض اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کو پورا کرنے کا سامان انہیں باہر سے لانا پڑے سارے احکام قرآن کریم میں بیان کر دیئے گئے ہیں اور وہ سارے احکام ایسے ہیں جو بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے ہیں۔ پس کبھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں کو کوئی ضرورت ہو اور اُس کو پورا کرنے کا سامان اُنہیں باہر سے لانا پڑے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ مسلمان

قرآنی احکام پر عمل کریں۔ تو اُنہیں نقصان ہو۔ عمل کے نتیجہ میں ہمیشہ نعمت ہی نعمت انہیں میسر آئے گی۔

(اِس کے بعد حضور نے سورہ مائدہ کی اِن آیات کی تفسیر فرمائی جو اوپر درج کی گئی ہیں اور بتایا کہ)

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے نہایت واضح رنگ میں موجودہ زمانہ کے مقنّنوں اور فلسفیوں کے پیچھے چلنے سے روکا ہے اور بتایا ہے کہ تمہاری تمام ترقی اسلام اور قرآن پر عمل کرنے میں ہے نہ کہ قانون اور فلسفہ اور اقتصاد اور سائنس اور صنعت وحرفت کے ماہرین کے پیچھے چلنے میں۔

(سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ:۔)

اس زمانہ میں مغربی اقوام کے مختلف نظریات اسلام سے ٹکراتے ہیں جن میں سے بعض مذہبی ہیں اور بعض سیاسی اور اقتصادی۔ لیکن کوئی ایک نظریہ بھی ایسا نہیں جس میں مغرب کو شکست فاش نہ ہوئی ہو۔ مذہبی نظریوں میں سے سب سے بڑا توحید کا نظریہ ہے۔ عیسائیت نے جب ترقی کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنہوں نے خدا اور خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا بلکہ نادان مسلمانوں نے بھی بعض خدائی صفات حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کرنی شروع کر دیں اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ انہیں کچھ علم غیب حاصل تھا۔ وہ بھی بعض جانور زندہ کر لیا کرتے تھے، وہ بھی مُردے زندہ کر لیتے تھے اور اس طرح وہ عیسائیت کی تقویت کا موجب ہو گئے مگر اسلام سے ٹکر کھانے کے بعد مغرب اپنے اِس نظریہ پر قائم نہ رہ سکا اور وہی یورپ جو اسلام کی پیش کردہ توحید پر حملہ کیا کرتا تھا آج اپنے منہ سے تثلیث کا انکار اور توحید کا اقرار کر رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ قومی لحاظ سے یورپ کیا کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا آج بھی وہ تین خداؤں کا قائل ہے؟ آج اگر عیسائیوں سے پوچھا جائے تو وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہماری مراد صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح خدا کے مقرب تھے ورنہ خدا ایک ہی ہے۔ غرض یورپ عقیدۂ توحید میں اسلام سے ٹکرایا مگر اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں اسلام ہی غالب آیا۔

پھر طلاق کا مسئلہ لے لو۔ یورپین مصنفین نے اپنی کتب کے ہزاروں ہزار صفحات میں اِس

مسئلہ پر ہنسی اُڑائی ہے۔ ان کے بڑے بڑے فلسفی اور مقنن یہ کہا کرتے تھے کہ اس تعلیم سے عورت اور مرد کے محبت کے حقوق کو تلف کر دیا گیا ہے مگر آج کیا حال ہے امریکہ طلاق کا قانون پاس کر چکا ہے، انگلستان میں بھی آہستہ آہستہ طلاق کو نرم کیا جا رہا ہے اور روس میں بھی بے حد آزادی ہے۔ امریکہ میں تو اتنی معمولی معمولی باتوں پر طلاق واقع ہو جاتی ہے کہ حیرت آتی ہے۔ اسلام نے تو طلاق اور خلع کے ساتھ کئی قسم کی شرائط رکھ دی ہیں لیکن وہاں بعض دفعہ اتنی سی بات پر طلاق ہو جاتی ہے کہ مثلاً عورت کہتی ہے میں نے ایک ناول لکھا ہے مگر میرا خاوند کہتا ہے کہ یہ ناول بیہودہ ہے۔ مقدمہ عدالت میں جاتا ہے تو جج عورت کے حق میں فیصلہ دے کر اُسے طلاق دِلوا دیتا ہے۔ غرض اِس مسئلہ میں بھی مغرب نے اسلام سے ٹکرا کر شکست کھائی اور فتح اسلام ہی کو حاصل ہوئی۔

پھر حرمت شراب کا مسئلہ ہے اسلام نے نہایت واضح الفاظ میں شراب کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ گو اِس میں کچھ فوائد بھی ہیں مگر اِس کے نقصانات اس کے فوائد سے بڑھ کر ہیں۔[۵] اس لئے ہم اس کا استعمال تمہارے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔ یورپ نے اِس تعلیم پر بھی اعتراض کیا اور کہا کہ اسلام انسان کی علو حوصلگی اور بڑائی کو نہیں سمجھتا، اسلام فطرت کے نازک جوہروں کو نہیں سمجھتا۔ وہ ایشیائی لوگ تھے جو شراب پی کر بدمست ہو جایا کرتے تھے اور ان کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی تھی۔ ہمارے یورپ والے پیگ پیتے ہیں تو ان کی عقل پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے مگر پھر ٹھوکریں کھانے کے بعد امریکہ نے ہی قانون بنایا کہ شراب پینا ناجائز ہے۔ اگر پیگ عقل کو تیز کرتا ہے تو امریکہ نے شراب کو حرام کرنے کی کیوں کوشش کی؟ مگر پندرہ سال کے بعد امریکہ نے دوبارہ شراب پینا جائز قرار دے دیا اور اِس طرح ایک بار پھر اسلام کی صداقت واضح ہوگئی اور دنیا پر ثابت ہو گیا کہ قرآن نے جو کچھ کہا تھا اس کے پیچھے خدائی طاقت کام کر رہی تھی مگر یورپ کی آواز کے پیچھے کوئی خدائی طاقت نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا تو وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی لیکن امریکہ نے شراب کو حرام قرار دیا تو پندرہ سال کے بعد وہ پھر اس قانون کو منسوخ کرنے پر مجبور ہو گیا۔

پھر کثرتِ ازدواج کا مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے جس کی حکمت اس زمانہ میں واضح

ہوگئی ہے۔ اگر ہندوستان کے مسلمان تبلیغ پر زور دیتے تو آدھے ہندوستان کو وہ مسلمان بنا لیتے اور اگر تعددِ ازدواج سے کام لیتے تو باقی آدھا ہندوستان بھی مسلمان ہو جاتا اور آج سارے ہندوستان میں مسلمان ہی مسلمان ہوتے مگر بدقسمتی سے عیسائیوں اور یورپین اقوام کے ڈر کے مارے خود مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ تو عربوں کے زمانہ کی بات تھی چونکہ عربوں میں زیادہ شادیاں کرنے کا رواج تھا اس لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چار شادیاں کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کا خمیازہ آج مسلمان بھگت رہے ہیں۔ بہار میں جب فسادات ہوئے اور وہاں کے بعض دوست قادیان آئے تو میں نے اُنہیں ترقی کا یہی گُر بتایا تھا مگر ساتھ ہی کہہ دیا تھا کہ آپ لوگ اِس پر عمل نہیں کریں گے۔ اب بھی اگر مسلمان اِس پر عمل کریں تو پچاس سال میں ان کی کایا پلٹ جائے۔

پھر جوا ہے اسلام نے اس کی ممانعت کی مگر یورپ نے ہنسی اُڑائی اور کہا کہ جوئے سے روکنا ایک بے معنی بات ہے مگر آج کوئی مُلک دکھاؤ جس میں جوئے کے متعلق قانون نہ بن رہے ہوں۔ یوں کھلے طور پر وہ اسے چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ یکدم جوا چھوڑتے ہوئے انہیں شرم محسوس ہوتی ہے مگر قانون بنا رہے ہیں کہ فلاں طرز کا جوا منع ہے یا اس اس طرح کھیلنا منع ہے گویا بات وہی آ گئی جو اسلام نے پیش کی تھی مگر کھلے طور پر جوئے کو ناجائز قرار دینے میں وہ ابھی اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں۔

پھر قرآن کریم نے سزائے موت کو ضروری قرار دیا تھا مگر یورپ کے کئی مُلکوں نے سزائے موت کو منسوخ کر دیا اور کہا کہ یہ ظالمانہ سزا ہے مگر ۲۵، ۳۰ سال کے بعد اب پھر سزائے موت کے قانون بنائے جا رہے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ اس کے بغیر مُلک کا امن قائم نہیں رہ سکتا۔ غرض بیسیوں امور ہیں جن میں مغرب اسلام سے ٹکرایا مگر آخر مجبور ہو کر وہ اسلام کے راستہ پر ہی چلا اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آج سے تیرہ سَو سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل ہوا تھا وہ اُسی خدا کی طرف سے تھا جس نے انسان کو پیدا کیا اور جو جانتا تھا کہ کون کون سی باتیں انسان کے لئے مفید ہیں اور کون کون سی مضر۔''

(الفضل ۱۳۱ اگست ۱۹۴۹ء)

اب مسلم لیگ نے ایک قانون زمینداروں کے متعلق پیش کر دیا ہے کہ پچیس پچیس ایکڑ سے زیادہ کسی کے پاس زمین نہ رہنے دی جائے اور سب کو زمینداری کے لحاظ سے مساوات کی سطح پر رکھا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ اعلیٰ دماغ اور عقل والا اور کون ہوسکتا ہے ہم تو یہ مساوات قائم کرنے کے لئے یورپ کے اعلیٰ سے اعلیٰ قانون کے پیچھے چل رہے ہیں حالانکہ اگر انسان سوچے تو یہ بھی ویسی ہی بیوقوفی کی بات ہے جیسے یورپ اَور ہزاروں امور میں بیوقوفی کا ارتکاب کر چکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اِس طریق پر عمل کرنے سے انصاف قائم ہو جائے گا مگر اس کے متعلق پہلا سوال تو یہی پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ انصاف صرف زمینداروں سے کرنا ضروری ہے غیر زمینداروں سے نہیں؟ کیا زمیندار خدا تعالیٰ کی کوئی خاص مخلوق ہے اور تاجر اور صناع اور کارخانہ دار اور وزراء اُس کی مخلوق نہیں؟ ایک زمیندار کے لئے تو ضرورت ہے کہ اُس کے پاس ۲۵ ایکڑ سے زیادہ زمین نہ رہنے دی جائے مگر تاجر اور صناع اور وزراء اور جرنیل اور کارخانہ دار اِن کے لئے کسی قانون کی ضرورت نہیں یہ جتنا چاہیں روپیہ کما لیں۔ ۲۵ ایکڑ کے معنی آجکل ۷۰، ۸۰ روپیہ ماہوار کے ہیں اور یہ بھی اِن دنوں میں جب کہ اجناس کسی قدر گراں ہیں اگر جنس سستی ہو جائے تو معمولی زمین والا ۲۵ ایکڑ سے پچیس تیس روپیہ ماہوار سے زیادہ کما نہیں سکتا۔ پس سوال یہ ہے کہ یہ انصاف جو زمیندار کے لئے تیار کیا جا رہا ہے اِس میں باقیوں کو کیوں شامل نہیں کیا گیا؟ اُدھر مزدور کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اُسے ملتا ہے وہ کم ہے اُسے زیادہ ملنا چاہیے۔ تیس روپے اُس کی ضروریات کے لئے بہت کم ہیں کم از کم چھپن روپے اُسے ملنے چاہئیں اور اُدھر زمیندار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس ۲۵ ایکڑ سے زائد زمین ہو وہ لے لی جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ صرف تیس چالیس روپیہ ماہوار آمد پر آ جائے۔ گویا ایک طرف اُس کی آمد پر اعتراض کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اُسی آمد کو رائج کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اتنی آمد کم کر دی جائے۔ یہ کونسا انصاف ہے جس سے کام لیا جا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ردِ عمل ہے اُس طریق کا جو زمینداروں نے اختیار کیا تھا۔ میں ہمیشہ زمینداروں سے کہا کرتا تھا کہ تم انگریز کی وجہ سے اپنی ترقی کے لئے کئی قسم کے قوانین بنا رہے ہو جب یہ زمانہ نہ رہا تمہیں مشکل پیش آئے گی۔ مثلاً ایک قانون یہ بنوایا گیا کہ صرف زمیندار ہی

زمین خرید سکتا ہے تاجر یا صناع یا ملازم زمین نہیں خرید سکتا۔ میں اُن سے کہا کرتا تھا کہ یہ کونسا انصاف ہے تم نوکری بھی کرسکو، تجارت بھی کرسکو، صنعت وحرفت بھی کرسکو، کارخانہ بھی چلاسکو اور ملازم پیشہ لوگ یا تاجر یا صناع یا کارخانہ دار زمین نہ خرید سکیں۔ یا تو تمہارے لئے بھی یہ قانون ہونا چاہیے کہ کوئی زمیندار نوکری یا تجارت وغیرہ نہیں کرسکتا مگر تم زمینداریاں بھی کرسکو، نوکریاں بھی کرسکو، تجارت بھی کرسکو، کارخانے بھی چلاسکو، یہ اَور بات ہے کہ تم ایسا نہ کرو مگر بہرحال کوئی قانون تمہارے رستہ میں روک نہیں۔ تم سب کچھ کر سکتے ہو مگر غیر زمیندار کے لئے تم نے یہ قانون بنوایا ہے کہ وہ زمین نہیں لے سکتا کسی دن تم اِس کا خمیازہ بھگتو گے۔ چنانچہ اب غیر زمیندار آگے آ گئے ہیں اور اُنہوں نے زمینداروں کے خلاف یہ قانون تجویز کر دیا ہے اور اِس کا نام مساوات رکھا جا رہا ہے حالانکہ یہ ایک غیر طبعی مساوات ہے حقیقی مساوات نہیں۔ فرض کرو کسی کے پاس ۲۵ /۱ ایکڑ زمین ہے اور اُس کے دو بیٹے ہیں تو ہر بیٹے کو ساڑھے بارہ بارہ ایکڑ زمین آئے گی۔ اِس کے بعد اگر ان کے بھی دو دو بیٹے ہوئے تو چھ چھ ایکڑ زمین ہر ایک کے حصہ میں آ جائے گی اور اگر چار بچے ہوئے تو صرف ڈیڑھ ڈیڑھ ایکڑ زمین آئے گی اِس طرح کوئی صورت بھی اُن کے گزارہ کی باقی نہیں رہے گی۔ پس یہ عجیب قانون ہے جو ایک دو نسلوں تک ہی چل کر ختم ہو جائے گا۔ کوئی قانون ایسا ہوتا ہے جو سَو ڈیڑھ سَو سال تک جاتا ہے، کوئی قانون ایسا ہوتا ہے جو دو چار سَو سال تک جاتا ہے مگر یہ قانون تو ایسا ہے جو ایک نسل کے لئے بھی کافی نہیں اور اگلی نسل کے پاس صرف اِس قدر زمین رہ جائے گی جس میں اُس کے گزارہ کی کوئی صورت ہی نہیں ہوگی۔ پھر یہ کونسا انصاف ہے کہ مزدور اگر ترقی کرنا چاہے تو کر جائے، کلرک اگر ترقی کرنا چاہے تو کر جائے مگر زمیندار کے لئے ترقی کے ہر قسم کے راستے مسدود کر دیئے جائیں۔ اگر آج ایک مزدور ترقی کرنا چاہے تو کوئی قانون اُسے ترقی سے نہیں روکتا۔ کئی مزدور ایسے ہیں جو ترقی کر کے فورمین بن جاتے ہیں اور دو دو، اڑھائی اڑھائی سَو روپیہ ماہوار کماتے ہیں۔

سندھ میں مجھے ایک دوست ملے جو مستری سے ترقی کر کے انجینئر بنے تھے اُنہوں نے باتوں باتوں میں مجھ سے ذکر کیا کہ میں حیران ہوتا ہوں لوگ اپنی ذات اور قومیت کو چھپاتے

کیوں ہیں میں نے تو اِس بات میں کبھی اپنی ذلّت محسوس نہیں کی۔ میں ہمیشہ کہہ دیا کرتا ہوں کہ میں ایک مستری ہوا کرتا تھا مگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے انجینئر بنا دیا ہے۔ پھر اُنہوں نے ذکر کیا کہ لائیڈ بیراج میں میں کام کرتا تھا کہ میرا باپ اور چچا نہایت خستہ حالت میں میرے پاس پہنچے۔ میں دلیری سے چیف انجینئر کے پاس چلا گیا اور اُس سے کہا کہ یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں اِنہیں کوئی مزدوری کا کام دے دیں تا کہ یہ اپنا گزارہ چلاسکیں۔ چیف انجینئر اُن کو دیکھ کر کہنے لگا خان صاحب آپ مذاق کرتے ہیں؟ میں نے کہا مذاق نہیں۔ جب خدا نے اُن کو میرا باپ بنایا ہے اور انہیں میرا چچا بنایا ہے تو میں ان کو باپ اور چچا نہ کہوں تو اَور کیا کہوں۔ وہ کہتے ہیں میری اِس بات کا اُس پر اتنا اثر ہوا کہ اُس نے شروع سے ہی اُنہیں فورمین بنا دیا اور وہ اڑھائی تین سَو روپیہ ماہوار لینے لگ گئے۔ تو یہ عجیب بات ہے کہ مزدور تو ترقی کر کے فورمین بن سکے اور زمیندار کو تیس چالیس روپیہ ماہور سے زیادہ کمانے نہ دیا جائے۔ یا تو یہ قانون بنا دو کہ زمیندار کو بھی اور کام کرنے کی اجازت ہوگی۔ وہ ملازمت بھی کر سکتا ہے، تجارت بھی کرسکتا ہے، صنعت وحرفت بھی کر سکتا ہے، کارخانے بھی چلا سکتا ہے کوئی اَور کام بھی کرسکتا ہے۔ جس طرح مزدور فورمین بن سکتا ہے، کلرک ہیڈ کلرک بن سکتا ہے، ہیڈ کلرک سپرنٹنڈنٹ بن سکتا ہے اِسی طرح زمیندار کے لئے بھی ترقی کا میدان کھلا ہو اور یا پھر تمام ملازموں اور وزراء کی تنخواہیں بھی چالیس چالیس پچاس پچاس روپیہ کردی جائیں پھر بیشک اِس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ مگر یہ کیا ہے کہ وزیر تو تین ہزار روپیہ ماہوار لے رہا ہو اور زمیندار کو تیس چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ کمانے کی اجازت نہ ہو اِس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مُلک میں بغاوت پیدا ہوگی۔ اب تو جس کے پاس ۱۵/۱ ایکڑ زمین ہے اُسے پچیس ایکڑ زمین مل گئی تو وہ خوش ہو جائے گا مگر جب آگے اُس کے بچے پیدا ہونگے اور اُن کی ترقی کے راستے بالکل مسدود ہونگے تو سارے مُلک میں بغاوت ہو جائے گی اور تمام امن برباد ہو جائے گا۔

کئی لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جب روس میں ایسے قانون موجود ہیں تو ہمارے مُلک میں ایسے قانون کیوں نہیں بن سکتے۔ اُنہیں یہ معلوم نہیں کہ روس اور ہمارے مُلک میں فرق ہے۔ ہمارا مُلک روس سے چھٹے حصہ سے بھی کم ہے میری مراد صرف پاکستان نہیں بلکہ پارٹیشن سے

پہلے جو یونائیٹڈ اِنڈیا تھا وہ مراد ہے یعنی سارا ہندوستان جس میں پاکستان بھی شامل ہے اپنے رقبہ کے لحاظ سے روس سے چھٹے حصہ سے بھی کم ہے لیکن ہماری آبادی روس سے دُگنی ہے۔ گویا روس نے اگر ایک ایکڑ زمین کسی کو دی ہوئی ہے تو ابھی گیارہ ایکڑ زمین اُس کے پاس باقی ہے جس میں نئی نسلیں آسانی سے گزارہ کرسکتی ہیں اور اس طرح وہ اپنا قانون دس نسلوں تک قائم رکھ سکتا ہے لیکن ہماری تو اگلی نسل ہی باغی ہو جائے گی اور مُلک کا امن برباد ہو جائے گا۔ یہ بھی وہی نظریہ ہے جو رشیا سے آیا اور مسلمانوں نے اِسے اپنانا شروع کر دیا۔ اُنہوں نے سمجھا کہ جب رشیا میں اِس قسم کا قانون ہے تو ہم بھی اُس کے پیچھے کیوں نہ چلیں۔

(از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

(آخر میں حضور نے مسلم لیگ کی اِس تجویز کے متعلق فرمایا جو زمینداری سسٹم کو اُڑا دینے کے لیے پیش کی جا رہی ہے اور اس کی مخالفت کرتے ہوئے حضور نے اس کے نقصانات کی وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ)

''مسلمان اس قانون میں روس کی نقل کر رہے ہیں جو نقصان رساں ہوگا''۔

آخر میں حضور نے فرمایا:

''تمام خرابی اور تباہی کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان قرآن کریم پر صرف اسی طور پر ایمان رکھتے ہیں ایمان ان کے عمل میں نہیں۔ ورنہ وہ سمجھتے کہ تمام برکت قرآن کریم پر عمل کرنے میں ہے اور اگر ہم ذرا بھی اس کے احکام سے اِدھر اُدھر ہوئے تو ہمیں بھی نقصان پہنچے گا اور ہماری آئندہ نسلیں بھی تباہ ہو جائیں گی''۔ (الفضل ۱۳۱ اگست ۱۹۴۹ء)

---

۱ المائدۃ: ۴۹تا۵۲ ۲ المائدۃ: ۴ ۳ العنکبوت: ۴۶

۴ البقرۃ: ۱۸۴

۵ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؗ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ (البقرۃ:۲۲۰)